Al-Azhār

ISSN (Print): 2519-6707

Volume 7, Issue 1 (Jan-June, 2021)

Issue:http://www.alazhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/16

URL: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/223

Article DOI: https://doi.org/10.46896/alazhr.v7i01.223

Title Important issues of Rohingya Muslims in Burma in on temporary times and recommendations for their solution

Author (s): Abrar ullah, Fahmeeda Bibi and Dr Naseem ullah

Received on: 29 June, 2020

Accepted on: 29 May, 2021

Published on: 25 June, 2021

Citation: Abrar ullah, Fahmeeda Bibi and Dr Naseem ullah" Important issues of Rohingya Muslims in Burma in on temporary times and recommendations for their solution," Al-Azhār: 7 no, 1 (2021):500-520

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

برما میں روہنگیا مسلمانوں کے عصرِ حاضر میں اہم مسائل اور ان کے حل کے لئے تجاویز

Important issues of Rohingya Muslims in Burma in contemporary times and recommendations for their solution

*ابرار اللہ

**ڈاکٹر فہمیدہ بی بی

***ڈاکٹر نسیم اللہ

Abstract

Issues are born in every country and in every country there are certain elements that perpetually cause problems. But, today, due to the cruelty of Burma, Rohingya Muslims are facing a plethoras of problems. Burmese Government, apparently, is follower of Buddhist religion. Buddhism, as a religion, prohibits killing of living things considering it extreme cruelty. But in Burma, Rohingya Muslims are facing various problems in different sectors of life.

For instance, confinement of the villages of Rohingya has been started and governmental ban has been imposed on the preaching of Islam. Not only desecration of mosques continues unabated but also moratorium has been implemented on the construction of mosques and Madrassahs. Apart from this, basic facilities in the state of Rakhine are negligible. Most prominent of the lacking basic facilities are related to public health; the basic reason for which is low fund allocation for health. Burmese Muslims are not only encountering genocide but they are also facing social boycott.

Owing to this, their mobility is hindered to a great extent. It is difficult for them to access basic services and commodities. Those who are forced to live in camps also face lack of facilities. Rohingya cannot move from one place to another and they cannot work at their own will. United Nations in one of its reports has termed Rohingya's of Rakhine as the most oppressed minorities on the Earth. Access to fundamental human rights is a distant dream; they can't even call themselves citizens of the state. Myanmar, probably, is the sole country that doesn't recognize its citizens/ give citizenship rights to its people merely on religious feud/enmity. Rohingya Muslims' economic status is in shambles. They don't have liberty of joining jobs. Overall, Rohingya people's primary sources of subsistence are agriculture and micro enterprises, which are now ruined by the local Buddhists and governmental workers.

....

*پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

**لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ و عربی، یونیورسٹی آف صوابی، صوابی

*** لیکچرر، گورنمنٹ کالج ڈگر بونیر

اسلام کے ابتدائی سالوں میں ہی عرب مسلمان تجارت کی غرض سے برما آئے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے، اس لئے یہاں اسلام کی آمد کے آثار ۱۰۵۰ء کے پہلے سے ہی ملتے ہیں۔ میانمار میں مسلمانوں کی کل تعداد ۲۲ لاکھ سے زائد ہے جن میں ۱۱ لاکھ سے زائد روہنگیا مسلمان اراکان میں آباد ہیں۔ اراکان جسے اب راکھائن (Rakhine) کہا جاتا ہے، ماضی میں ایک خود مختار آزاد اسلامی ریاست تھی جہاں مسلمان اکثریت میں تھے۔ اس پر حملہ کرکے برما کے راجہ بوداپایہ نے ۱۷۸۴ء میں قبضہ کر لیا تھا۔ اراکان پر برمی تسلط کے بعد راکھائن نسل کے لوگ بھی خاصی تعداد میں آباد ہوگئے تھے جن کا تعلق بدھ مذہب سے تھا۔ وہ روہنگیا مسلمانوں سے شدید نفرت کرتے ہیں اور انہیں یہ گوارہ نہیں کہ برما کے زیر تسلط اس ریاست میں روہنگیا مسلمانوں کی آبادی غالب رہے۔ ان کا ارادہ یہ تھا کہ کسی طرح مسلمانوں کو یہاں سے نکال دیا جائے تاکہ اس اہم صوبے میں راکھائن نسل کے لوگوں کی عمل داری قائم ہو جائے۔ برما کی فوجی حکومت نے ۱۹۸۲ء کے سیٹزن شپ قانون کے تحت میانمار میں روہنگیا مسلمانوں اور دیگر لاکھوں چینی و بنگالی مسلمانوں کو اپنا شہری تسلیم کرنے سے انکار کر تے ہوئے انہیں اپنے علاقوں سے باہر جانے کی اجازت دینے سے بھی منع کر دیا۔ شہریت چھننے کے بعد وہ غیر ملکی قرار دیدیئے گئے اور ان سے رہائش، صحت، تعلیم اور روزگار سمیت بنیادی سہولتوں کا حق بھی چھین لیا گیا۔ اب ان کی حالت یہ ہے کہ وہ سرکاری اجازت کے بغیر شادی نہیں کرسکتے اور نہ دو سے زائد بچے پیدا کرسکتے ہیں۔ اجازت نامے کے بغیر نہ املاک کی خرید وفروخت کرسکتے ہیں اور نہ ایک سے دوسری جگہ آجاسکتے ہیں۔ اس مقالہ میں روہنگیا کے چند اہم مسائل اور ان کے حل کے لئے تجاویز پیش کیے گئے ہیں۔

مذہبی مسائل:

برما کی تاریخ اُٹھا کر دیکھا جائے تو مسلمانوں پر اس طرح کی قیامتیں ٹوٹنے کے کئی واقعات ملتے ہیں۔ ۱۵۵۹ء میں مذہبی عقائد کی آڑ میں جانور ذبح کرنے پر پابندی لگادی گئی۔ حتیٰ کہ عید الاضحیٰ کے موقع پر بھی کسی مسلمان کو اجازت نہیں تھی کہ وہ کسی جانور پر چھری چلاسکے۔ ۱۷۵۲ء میں بھی جانوروں کے ذبح پر پابندی لگادی گئی۔ برما کی تاریخ یہی بتاتی ہے کہ اس واقعے کے بعد ۷ دن تک برما کی سرزمین پر سورج طلوع نہیں ہوا۔ جس پر بادشاہ نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا اور معافی مانگی۔ لیکن پھر ظلم وستم کی یہ داستان بڑھتے بڑھتے ۱۹۳۸ء تک جا پہنچتی ہے جب برمی بدھ برطانوی فوجوں کے خلاف جنگِ آزادی لڑنے میں مشغول تھے تو گولیوں سے بچنے کے لیے مسلمانوں کو بطور ڈھال استعمال کرتے۔

آزادی کے بعد کا زمانہ برمی مسلمانوں کے لیے شدید ترین آزمائش کا ایک کھٹن دور کہا جاسکتا ہے کیونکہ اِس دوران گاہے بہ گاہے وہاں کے مسلمانوں کو دیگر ممالک کی طرف نقل مکانی پر مجبور کیا گیا جو مسلمان ہونے کی بناء پر ہجرت نہ کرسکے۔ اُن کی بستیوں کے محاصرے شروع کردیئے گئے اور اسلام کی تبلیغ پر سرکاری پابندی عائد کردی گئی۔ لیکن بات یہیں پر ختم نہ ہوئی بلکہ مسلمانوں کے اوقاف کو مسلمانوں سے چھین کر چراگاہوں میں تبدیل کردیا گیا۔ دوسری جانب میانمار کی فوج نے انتہائی بے رحمی سے نہ صرف مسجدوں کی بے حرمتی کا سلسلہ جاری رکھا بلکہ مساجد اور مدرسوں کی تعمیر پر پابندی بھی لگادی اور لاؤڈ اسپیکر سے اذان کو غیر قانونی قرار دے دیا گیا۔

Muslims encountered increasing difficulty in building or even repairing houses of worship.[1]

ترجمہ: عبادت گاہوں کی تعمیر یا بلکہ یہاں تک کہ صرف مرمت کرنے پر مسلمانوں کی مشکلات میں اضافہ ہوا۔

مسلمانوں کو پسماندگی کی دلدل میں دھکیلنے کے لیے اُن کے بچوں کو سرکاری درسگاہوں میں داخلہ دینا بند کردیا گیا جبکہ سرکاری و غیر سرکاری، دونوں طرح کی ملازمتوں کے لیے مسلمانوں کو صرف اُن کے عقیدے کی بنیاد پر نااہل قرار دے دیا گیا۔ ان فسادات کا اگلا سلسلہ ۱۵ مئی سے ۱۲ جولائی ۲۰۰۱ء کے دوران اس وقت دیکھا گیا جب بدھوؤں نے ایک مسجد پر حملہ کرکے عبادت میں مصروف نمازیوں کو قتل کردیا اور مسجد کو نقصان پہنچایا۔ اور اس فساد کے نتیجے میں مزید ۱۱ مساجد شہید، ۴۰۰ سے زائد گھروں کو نذرِ آتش اور کم و بیش ۲۰۰ مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور اس کی وجہ سے ایک بار پھر فسادات کا ایک نیا دور شروع ہوگیا۔

In 2001, mobs attacked at least 28 mosques and religious schools. State security not only did nothing to stop the attacks, but also participated in the destruction.[2]

ترجمہ: ۲۰۰۱ء میں، کم از کم ۲۸ مسجدوں اور مذہبی اسکولوں پر حملہ کیا گیا۔ ریاستی سیکورٹی نے نہ صرف حملوں کو روکنے کے لئے کچھ نہیں کیا بلکہ تباہی میں بھی حصہ لیا۔

اور اس طرح مسلمانوں کی عباد گاہوں کی نہ صرف بے حرمتی کی بلکہ ان کو مسمار کیا گیا۔ اور اس میں نہ صرف بدھ مت کے مقامی افراد شامل تھے بلکہ اس میں حکومتی اہلکاروں نے بھی حصہ لیا۔

In 2002, Human Rights Watch reported that the government issued military orders demanding that unauthorized mosques be destroyed.3

ترجمہ: ۲۰۰۲ء میں ہیومن رائٹ واچ نے رپورٹ دی کہ حکومت نے فوج کو یہ احکامات جاری کیے ہیں کہ جو غیر مجاز مساجد ہیں ان کو گرایا جائے۔

جس میں نہ صرف غیر قانونی مساجد و مدارس کو گرایا گیا بلکہ جو مساجد و مدارس رجسٹرڈ بھی تھے ان کو بھی نقصان پہنچایا گیا۔ اور اس کے ساتھ ملحقہ اراضی کو بھی نقصان پہنچایا گیا۔ اسی طرح اسلامی عباد گاہوں کو ایک منظم طریقے سے تباہ و برباد کیا گیا۔

The ethnic majority of Burma systematically destroyed the Islamic houses of worship and all the properties related.[4]

ترجمہ: برما کے نسلی اکثریت نے منظم طور پر اسلامی عبادت گاہوں اور اس کی تمام جائیداد کو تباہ کر دیا۔

ان احکامات سے نہ صرف عبادت گاہوں کو مسمار کر دیا بلکہ جو عبادت گاہیں بچ گئیں تھیں ان کی مرمت سے بھی روک دیا گیا۔ روہنگیا برادری کو اپنے مذہبی رسومات ادا کرنے میں مشکلات پیدا کر دی گئیں اور ہر طرح سے ان کو تنگ کیا جانے لگا بلکہ یہاں تک کہ اپنے مردوں کو دفنانے سے بھی روک دیا۔

On the contrary many people interviewed in 2012 witnessed that Myanmar authorities prevented Muslims to bury their dead relatives[5].

ترجمہ: اس کے علاوہ ۲۰۱۲ء میں بہت سے لوگوں نے انٹرویو دیا کہ میانمار کے حکام نے مسلمانوں کو اپنے مردہ رشتہ داروں کو دفن کرنے سے روک دیا۔

A governmental ban in 2012 on gatherings of more than four people in Muslim-majority areas made it difficult for Rohingya to pray together.6

۲۰۱۲ء میں سرکاری پابندی کے تحت مسلم اکثریتی علاقوں میں چار روہنگیا کا مل کر نماز پڑھنا مشکل بنا دیا گیا۔

برما میں مذہبی آزادی کی صورت حال انتہائی خراب ہے۔ ۲۰۱۷ء کے رمضان میں صوبہ اراکان میں تین سو مساجد نمازیوں کے لیے بند کر دی گئیں۔ گھروں میں تراویح اور قرآن پاک سنانا ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ مصری ویب سائٹ المحیط کے مطابق برما میں مسلمانوں کو سخت مسائل کا سامنا ہے۔ متاثرہ علاقے کے باہر بھی سحری و افطار کی ممانعت تھی۔ مرتد ہونے سے انکار کرنے پر یا تو مسلمانوں کو ہجرت کرنا پڑتی ہے یا جان سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ جو لوگ کسی مجبوری کے تحت گھر بار نہیں چھوڑتے انہیں قتل اور عورتوں کی آبروریزی جیسی وحشت ناک وارداتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ برما میں ۲۰۱۷ء کے جون کے مہینے میں درجنوں مساجد شہید کی جا چکی ہیں۔ برما میں روہنگیا مسلمانوں پر ہر طرح سے مذہبی رسومات سے دور رکھنے اور ان کو ختم کرنے کی بھرپور کوششیں کیں گئیں۔ لیکن ان سب کے باوجود روہنگیا مسلمان اپنے دین سے نہیں پھرے، اور نہ ہی ان کے عقائد میں کوئی کمی بیشی ہوئی۔ یہ صرف مذہب کی بنا پر ہی ان کی زندگیوں کو مشکل بنا دیا گیا ہے۔ کہ وہ اسلام کو چھوڑ کر بدھ مت اختیار کر لے۔

نقل مکانی کے مسائل:

۱۷۸۴ء میں اراکان کے علاقہ پر ناجائز قبضہ کر کے بدھوؤں کی حکومت نے مسلمانوں پر ظلم و ستم کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ اُن کی مساجد اور اسلامی لائبریریوں کو بھی ختم کر دیا۔ اور بدھوں نے ہر اُس نشانی کو مٹا دیا جس کا ادنیٰ سا تعلق بھی اسلام یا مسلمانوں سے تھا۔ جس کی وجہ سے ہزاروں مسلمان اپنی جان و دین کی حفاظت کے لیے اپنے گھروں کو چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہو گئے۔

برطانیہ سے آزادی کے بعد مسلمانوں کا پہلا قتلِ عام ۱۹۶۲ء میں ہوا جب فوجی حکومت نے اقتدار سنبھالنے کے بعد مسلمانوں کو باغی قرار دے کر اُن کے خلاف آپریشن شروع کر دیا، جو وقفے وقفے سے ۱۹۸۲ء تک جاری رہا اور اس میں کم و بیش ایک لاکھ مسلمان شہید ہوئے۔ اور اندازۃً ۲۰ لاکھ کے قریب مسلمان اس دور میں بنگلا دیش، بھارت اور پاکستان کی طرف ہجرت کر گئے۔ برما کی فوجی حکومت نے ۱۹۸۲ء کے سیٹزن شپ قانون کے تحت روہنگیا نسل کے ۸ لاکھ افراد اور برما میں موجود دوسرے دس لاکھ چینی و بنگالی مسلمانوں کو شہری ماننے سے انکار کر دیا اور ان مسلمانوں کو اپنے علاقوں سے باہر جانے کی اجازت دینے سے بھی انکار کر دیا۔ اور ان پر طرح طرح کی پابندیاں عائد کر دی گئیں۔ جس میں خاص کر سفری پابندی، جبری مزدوری، وغیرہ شامل ہیں۔ اور ان پر ہر طرح کا ظلم ڈھایا گیا۔ جس وجہ سے وہاں رکنے والوں پر عرصہ حیات مزید تنگ ہو گیا۔

In 1978, the military began Operation Naga Min, or "Dragon King," to find and take action against persons the military junta deemed to be illegal immigrants.7

ترجمہ: ۱۹۷۸ء میں فوج نے ناگا من "ڈریگن کنگ" کے نام سے ایک آپریشن شروع کیا جس کا مقصد غیر قانونی تارکین وطن کے خلاف کروائی کرنا تھا۔

روہنگیا مسلمانوں کی مظلومیت کی ایک تاریخ ۱۹۹۷ء میں بھی رقم کی گئی جب ۱۶ مارچ ۱۹۹۷ء کو دن دیہاڑے بے لگام بدھ راکھائن صوبے کے شہر "مانڈلے" کے مسلم اکثریتی علاقوں میں داخل ہو گئے اور مسلمانوں کے خون سے اپنی پیاس بجھانے لگے۔ گھروں، مسجدوں اور مذہبی کتابوں کو نذرِ آتش کر دیا گیا، دکانوں کو لوٹ لیا گیا اور مسلمانوں کو ہجرت پر مجبور کر دیا گیا، جس کے بعد مسلمانوں نے دوسرے شہروں میں پناہ لی۔

This operation targeted Rohingya in Rakhine State; the government claimed Rohingya were foreigners rather than an ethnic minority of Myanmar. The military abused, raped, and murdered many Rohingya. 8

ترجمہ: اس آپریشن نے روہنگیا کو راکھائن ریاست میں نشانہ بنایا۔ اور حکومت نے دعویٰ کیا کہ روہنگیا میانمار کی نسلی اقلیت کی بجائے غیر ملکی تھے۔ اور فوج نے بہت سے روہنگیا کے ساتھ بدسلوکی، زیادتی اور قتل کیا۔

اس آپریشن سے بہت زیادہ روہنگیا متاثر ہوئے، اور اس کی وجہ سے روہنگیا نے نہ صرف ملک کے اندر بہت سے شہروں کی طرف ہجرت کی بلکہ سرحد پار ہمسایہ ممالک میں بھی بہت سے لوگوں نے ہجرت کی۔

As a result, more than 200,000 Rohingya fled across the border into Bangladesh. 9

ترجمہ: جس کے نتیجے میں ۲ لاکھ سے زائد روہنگیا نے سرحد پار بنگلہ دیش ہجرت کی۔

روہنگیا برادری نے ہجرت تو شروع کر دی لیکن وہ جس طرف گئے وہاں بھی ان کا استقبال کچھ اچھا نہیں ہوا۔ بلکہ ان کی زندگی کی مصیبتوں میں مزید اضافہ ہوا۔ جب وہ انتہائی سخت سفر کر کے بنگلہ دیش کے بارڈر پر پہنچے تو وہاں پر سرحدی محافظوں نے ان کو بنگلہ دیش میں داخل ہونے سے روک دیا گیا۔ اور ان پر گولیاں برسائی، بعض کو کہا گیا کہ آپ اس طرح ہمارے ملک میں داخل نہیں ہو سکتے بلکہ فلاں فلاں ضروری کاغذات لے آؤ۔ ان کے پاس سر چھپانے کی جگہ نہیں تھی، کھانے کو کچھ نہیں تھا، پہننے کے لئے پھٹے پرانے نیم بدن پر کپڑا تھا اور یہ کاغذات کا مطالبہ کر رہے تھے۔ جس کی وجہ سے روہنگیا مسلمانوں پر بنگلہ دیش داخل ہونے پر پابندی عائد کر دی گئی۔

To deter Rohingya refugees from entering Bangladesh, the Bangladeshi government withheld food and humanitarian aid from the refugee camps. More than 12,000 refugees died of starvation. 10

ترجمہ: روہنگیا پناہ گزینوں کو بنگلہ دیش میں داخل ہونے سے روکا گیا۔ بنگلہ دیشی حکومت نے خوراک اور انسانی امداد کی کیمپوں تک رسائی روک دی۔ ۱۲،۰۰۰ سے زائد مہاجرین بھوک سے مر گئے۔

اس کے علاوہ بنگلہ دیشی حکومت نے عالمی برادری سے مطالبہ کر دیا کہ وہ برما پر دباؤ ڈالے کہ وہ روہنگیا برادری کو واپس اپنے وطن بلالے۔ اس پر عالمی برادری میں بہت غم وغصے کا اظہار ہوا۔ اور عالمی دباؤ کی وجہ سے جنرل نی ون نے بہت سے روہنگیا برادری کو واپس وطن بلا لیا۔ مگر ان کے آنے سے ان کی پریشانیاں ختم ہونے کی بجائے مزید بڑھی۔

Following international condemnation, Myanmar's General Ne Win repatriated many of these refugees, but they continued to face persecution within Myanmar. 11

ترجمہ: بین الاقوامی مذمت کے بعد، میانمار کے جنرل نی ون نے بہت سے مہاجرین کو واپس وطن لائے، لیکن انہیں میانمار کے اندر تشدد کا سامنا کرنا پڑا۔

جس کی وجہ سے روہنگیا برادری نے واپس ہجرت کرنا شروع کر دیا۔ اور برما پہنچتے ہی ان پر مختلف قسم کے عذابوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ دنیا میں جب کبھی کہیں بھی کسی نے اگر اسلام کے نام پر کوئی ظلم کیا تو اس کا شکار بے چارے روہنگیا مسلمان ہوئے۔ حتیٰ کہ جب طالبان کی طرف سے بامیان کے مجسموں کو نشانہ بنایا گیا تو اس وقت بھی روہنگیا مسلمانوں پر حملوں کی خبریں سامنے آتی رہیں اور بدھ بھکشوؤں کی جانب سے مسلسل یہی مطالبہ کیا جاتا رہا کہ برمی حکومت کو انتقاماً برما میں موجود تمام مسجدوں کو ڈھا دینا چاہیے۔ ۱۹۶۲ء سے میانمار فوجی حکومت کے زیر اثر تھا۔ ۲۰۱۰ء میں الیکشن ہوئے جس کے نتیجے میں طویل آمریت کا یہ سورج ۲۰۱۱ء میں غروب ہوا اور ملک میں ایک جمہوری حکومت تشکیل دی گئی۔ اس دوران روہنگیا مسلمانوں نے بھی اپنے بنیادی انسانی حقوق اور شہریت کا مطالبہ دہرایا لیکن بڑی سختی کے ساتھ یہ آواز دبا دی گئی۔

Rohingya refugees continued to flood into Bangladesh over the next twenty years, with periodic attempts by the Bangladeshi governmentt to expel them forcibly, including as recently as 2010. [12]

ترجمہ: روہنگیا مہاجرین نے اگلے ۲۰ سال بنگلہ دیش میں ہجرت جاری رکھی، بنگلہ دیشی حکومت نے ان کو بے دخل کرنے کی کوششیں جاری رکھی، جس میں بشمول ۲۰۱۰ء کی کوشش شامل ہے۔

اور اسی طرح ان فسادات اور اس کے ساتھ ساتھ نقل مکانی کا یہ سلسلہ جاری ہے۔ نہ تو ان کے مسائل حل ہو رہے ہیں اور نہ ہی ان کو جینے کا کوئی بھی بنیادی حق دیا جا رہا ہے۔ اور اسی طرح بے سر و سامانی کے عالم میں یہ دنیا کی سب بڑی برادری بے وطن دنیا میں رہ رہی ہے۔

سیاسی مسائل:

جب برما میں نام نہاد سرمایہ دارانہ جمہوریت نہیں تھی اس وقت فوجی جنتا کے دور میں یورپی اور امریکی سامراج برما کے تمام مسائل کا حل جمہوریت کو قرار دے رہے تھے اور یہ کہا جا رہا تھا کہ آنگ سان سوچی برما کو تمام مسائل سے چھٹکارا دلا دے گی اور ۲۰۱۵ء کے الیکشن میں سوچی کی جیت پر سامراجی ممالک میں جشن منایا گیا اور سوچی کو مختلف ممالک میں دورے کی دعوتیں دی گئیں جن میں ایک دورہ پاکستان کا بھی تھا۔ اسی طرح برما کے عوام میں بھی یہ تاثر پھیلایا گیا کہ سوچی تمام مسائل کا خاتمہ کر دے گی اور جمہوریت کے فروغ کیساتھ برما ترقی کرے گا۔ سوچی نے حکومت میں آنے کے بعد اب تک برمی عوام کا کوئی بنیادی مسئلہ حل نہیں کیا۔ خاص طور پر روہنگیا مسئلے پر تو سوچی بات کرنے تک کو تیار نہیں کیونکہ وہ برما کے حکمران طبقے کی حمایت نہیں کھونا چاہتی۔ فوج کیساتھ مفاہمت کی پالیسی کے تحت برما میں وہی سب کچھ ہو رہا ہے جو حکمران طبقہ چاہتا ہے۔

The Myanmar government has a long history of inciting and encouraging violence against Muslims in order to distract the public's attention away from economic and political issues.[13]

ترجمہ: میانمار حکومت کا مسلمانوں کے خلاف تشدد پر عوام کو اکسانا اور ان کی حوصلہ افزائی کرنے کی ایک طویل تاریخ ہے تا کہ عوام کا اقتصادی اور سیاسی مسائل سے توجہ ہٹایا جاسکے۔

مقامی راکھائنی رہنما روہنگیا کو قربانی کا بکرا بنا کر اپنے معاشرے کی ناکامیوں کو چھپانے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اور قومی سیاست دان روہنگیا کے خلاف نفرت کو بیان کر کے ووٹ حاصل کرتے ہیں۔

In 2014, politicians are still using ethnic cleansing policies against the unpopular Muslim Rohingya as a tactic to gain Buddhist votes.[14]

ترجمہ: ۲۰۱۴ء میں اب بھی سیاست دان غیر مشہور روہنگیا مسلمانوں کے خلاف نسلی تطہیر کی پالیسی کو بدھ کے ووٹ کو حاصل کرنے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

بدھوں کی نفرت اور ان کی ہٹ دھرمی کو آج بھی وہاں کے سیاسی رہنماء اپنے ووٹ بینک کو بڑھانے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اور یہ ان سیاسی رہنماؤں کے منشور کا حصہ ہوتا ہے۔ اور ان کے دلوں میں مظلوم روہنگیا برادری کے لیے نفرت کم نہیں ہوتی۔ اور یہ روہنگیا نہ صرف ملک میں بلکہ اپنے گاؤں اپنے گھر کے اندر تک محفوظ نہیں ہے۔

Even Aung San Suu Kyi, leader of the National League for Democracy (NLD), the prodemocracy opposition party against military rule, has refuted claims that the humanitarian situation for the Rohingya is dire. Instead, she has chosen to act like any other politician seeking favor with the majority of voters who support the ethnic cleansing policies.[15]

ترجمہ: نیشنل لیگ ڈیموکریٹک (این ایل ڈی) کی رہنما آنگ سان سوچی، اپوزیشن پارٹی نے فوجی حکومت کے خلاف دعویٰ کیا ہے کہ روہنگیا کے لیے انسانی صورتحال انتہائی خراب ہے۔ اس کے بجائے اس نے دوسرے سیاست دان کی طرح کام کرنے کا انتخاب کیا جو نسلی تطہیر کی پالیسیوں کی حمایت کرنے والے اکثریتی ووٹرز کے ساتھ اس پر عمل پیرا ہو۔

جبکہ میانمار حکومت اپنے ملک کے اقلیتی گروہوں کے ساتھ تعلقات بہتر کرنے میں ناکام رہے جن میں کیرن، کاچن اور روہنگیا اقلیتی برادری شامل ہے۔ ۲۰۱۲ء میں میانمار حکومت نے سرکاری بدعنوانی کے خاتمے پر توجہ مرکوز کرنے کے ساتھ ساتھ حکومتی اصلاحات پر بھی توجہ دی۔ برما کی آنگ سان سوچی کا اپنے ہی ملک میں ایک

سیاسی جلاوطن کے طور پر سفر اس وقت اختتام کو پہنچا جب وہ ۲۰۱۵ء میں کثیر جماعتی انتخابات کے بعد برما کی لیڈر بن گئیں۔اس کے بعد انھوں نے بہت سے ملکوں کے دورے کیے ہیں۔ملکاؤں، رانیوں اور صدور کے ساتھ کھانے کھائے ہیں، یاد گار تقریریں کی ہیں اور اعزازات وصول کیے ہیں۔وہ برسوں سے جس سفاک فوج کی مخالفت کرتی چلی آرہی تھیں، انہوں نے جانتے بوجھتے ہوئے اس کے ساتھ مصافحہ کرلیا اور حکومت بنالی۔

معاشرتی مسائل:

روہنگیا ایک اقلیتی گروہ ہے جو ایک لمبے عرصے سے میانمار کی ریاست راکھائن(اراکان) میں رہ رہا ہے۔اس گروہ میں اکثریتی مسلمان ہیں۔ان کی تعداد تقریباً بارہ لاکھ کے قریب ہے جن میں سے تقریباً آدھی آبادی راکھائن ریاست چھوڑ کر دوسرے ہمسایہ ممالک ہجرت کر گئی ہے یا پھر حراستی مراکز(Concentration Camps)میں ہے۔روہنگیا آبادی کو ۱۹۸۲ء کے برمی شہریت کے قانون کے تحت برما کی شہریت نہیں دی گئی جس کی وجہ سے ان کو نہ تو حکومتی نوکری مل سکتی ہے، نہ ہی وہ آزادانہ برما میں گھوم سکتے ہیں اور نہ ہی سرکاری اداروں میں تعلیم حاصل کرسکتے ہیں۔یونیورسٹی لیول تک بہت کم ہی طلبا پہنچ پاتے ہیں۔اور ان پر بھی پابندیاں عائد ہیں یا کچھ مخصوص مضامین میں داخلہ لے سکتے ہیں۔جبکہ ان کے خلاف نفرت انگیز فضاء قائم ہے۔اس معاملے پر حکومتی مؤقف یہ رہا ہے کہ برطانوی دور میں برما کو ہندوستان کے صوبے کے طور پر چلایا جاتا تھا اور اس دور میں بہت سارے مزدور برما میں داخل ہوئے اور اسی طرح برصغیر کی تقسیم کے وقت بھی بہت سارے لوگ برما(خاص طور پر راکھائن) میں داخل ہوئے جو سب بنگالی تھے۔اب چونکہ وہ ہمیشہ سے برما کے شہری نہیں تھے لہٰذا انہیں برمی حکومت شہریت نہیں دے گی۔جبکہ اس کے جواب میں روہنگیا آبادی کی طرف سے یہ کہنا ہے کہ وہ ۱۲ویں صدی(کئی رپورٹوں کے مطابق ۸ویں، ۵ویں صدی اور کچھ کے مطابق ایک بہت لمبے عرصے)سے اس علاقے میں رہ رہے ہیں۔شہریت نہ دینے کی وجہ سے انہیں بنیادی انسانی حقوق سے بھی محروم کیا گیا ہے۔اور ان کو کسی طرح کا بھی کوئی بنیادی حق حاصل نہیں۔

In Myanmar/Burma, the Rohingya have very limited access to basic services and viable livelihood opportunities due to strict movement restrictions.16

ترجمہ: برما میں روہنگیا کو بہت محدود بنیادی سہولیات، روزگار کے مواقع تک رسائی حاصل ہے۔جس کی وجہ ان کی نقل و حرکت پر پابندی ہے۔

صحت کے شعبے کی حالت بھی انتہائی ناقص ہے۔ میانمار میں ڈاکٹروں کی تعداد انتہائی کم ہے۔ ایک اندازے کے مطابق تقریباً ایک لاکھ لوگوں کیلئے صرف ۶۱ ڈاکٹر دستیاب ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ صحت کے شعبے پر انتہائی کم خرچ کرنا ہے۔ اسی طرح سرکاری ہسپتالوں کی صورت حال بھی بہت بری ہے۔ ۲۰۱۴ء تک میانمار میں سرکاری ہسپتالوں کی تعداد ۱۰۵۶ تھی جن میں کل ۵۶،۷۴۸ بیڈ موجود تھے۔ شہری سرکاری ہسپتالوں میں بیڈز کی تعداد دیہاتی سرکاری ہسپتالوں سے نسبتاً زیادہ ہے مگر ان ہسپتالوں میں جدید مشینری کا شدید فقدان ہے۔ جبکہ برما کے مالدار لوگوں کیلئے جدید پرائیویٹ ہسپتال بھی موجود ہیں جن میں ہر قسم کے علاج کی سہولت موجود ہے۔ پرائیویٹ ہسپتالوں کی تعداد ۱۹۳ ہے۔ برمی حکمران طبقہ تعلیم اور صحت پر انتہائی کم خرچ کرتا ہے۔ مثلاً برمی دفاعی اخراجات تعلیم اور صحت دونوں کے مقابلے میں پانچ گنا زیادہ ہیں۔

Access and utilization of health services is made difficult for Rohingya because of their statelessness and severe restrictions in their movements.17

ترجمہ: روہنگیا کی شہریت نہ ہونے اور نقل حرکت پر سخت پابندی کی وجہ سے صحت کی سہولیات تک رسائی اور استعمال ان کے لیے بہت مشکل ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ راکھائن ریاست میں بنیادی سہولیات نہ ہونے کے برابر ہیں جس میں صحت کا شعبہ سرفہرست ہے۔ راکھائن ریاست میں کل ۱۴۱ مراکزِ صحت ہیں جن میں صرف ۱۶ ہسپتال ہیں اور اسکے علاوہ چھوٹے موٹے کلینک وغیرہ ہیں۔ ان ہسپتالوں میں محض ۵۵۳ بیڈ ہیں یعنی کہ ۳۱ لاکھ کی آبادی کیلئے صرف ۱۶ ہسپتال اور ۵۵۳ بیڈ۔ اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ راکھائن ریاست میں رہنے والوں کی زندگی کیسی ہوگی اور خاص طور پر اگر روہنگیا آبادی کی بات کی جائے جس کے ساتھ ایک لمبے عرصے سے برمی حکمران طبقہ شدت پسند بدھ پیشواؤں کے ذریعے ایک عبرت ناک سلوک کر رہا ہے تو یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہوگا کہ تباہ حال راکھائن ریاست کی سب سے زیادہ متنازع اور جبر کا شکار اقلیت کی زندگی کیسی ہوگی۔ پہلے تو ان کا گھر سے نکلنا مشکل ہے اور اگر وہ علاج کے لئے سرکاری ہسپتال جاتے بھی ہیں تو ان کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔

Restricted access to formal health services including public hospitals and government clinics as a result of long-standing discrimination and travel restrictions may account for the poor health outcomes observed among Rohingya refugees.[18]

ترجمہ: رسمی صحت کی دیکھ بھال کے لیے عوامی یا سرکاری ہسپتالوں تک رسائی محدود ہے جس کے نتیجے کے طور پر طویل عرصے سے امتیازی سلوک اور سفر کی پابندیوں سے روہنگیا پناہ گزینوں کی ناقص صحت کا سبب بنا ہے۔

صحت کے حوالے سے روہنگیا برادری انتہائی مشکلات سے دوچار ہے۔ ایک تو ان کے پاس روزگار کے مواقع بہت کم ہیں دوسرے وہ سرکاری ہسپتال کی سہولیات سے مستفید نہیں ہوسکتے جس کے نتیجے کے میں ان کی صحت ناقص ہوتی ہے۔ اور اگر کبھی ان کو دوسرے شہر میں علاج کرنے کے لیے جانا ہو تو ان پر بے شمار سفری پابندیاں بھی عائد ہیں۔ جن کی اجازت ناموں کے لیے بہت سی مشکلات پیدا کر دی گئیں ہیں۔ اور اگر ان کو اجازت مل بھی جائے تو وہ ایک مخصوص دورانیہ کے لیے ہوتی ہے۔ جس میں ضروری نہیں کہ اس عرصہ میں ان کا علاج بھی مکمل ہوسکے گا یا نہیں۔

Many Rohingya are reported to have been physically and mentally traumatized by the violence.[19]

ترجمہ: بہت سے روہنگیا کو تشدد کے ذریعہ جسمانی اور ذہنی طور پر صدمے پہنچائے گئے ہیں۔

۱۹۴۸ء میں ملنے والی نام نہاد آزادی کے بعد برمی حکومت نے ایک قانون 'یونین سٹیزن شپ ایکٹ" پاس کیا جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ کون کونسی نسلی گروہوں کو تسلیم کیا جائے گا۔ ایک رپورٹ کے مطابق ان میں روہنگیا کو شامل نہیں کیا گیا ہے۔

The list did not include Rohingya.[20] ترجمہ: اس اندراج میں روہنگیا شامل نہیں ہے۔

آغاز میں روہنگیا آبادی کو کارڈ دیئے بھی گئے اور ان میں سے کچھ لوگ پارلیمنٹ کا بھی حصہ رہے۔ مگر پھر ۱۹۶۲ء کے بعد سب کچھ بدل گیا۔ تمام شہریوں کو قومی رجسٹریشن کارڈ بنوانے کا کہا گیا۔ البتہ روہنگیا کو محض بیرونی (غیر ملکی) شناختی کارڈ ہی دیئے گئے۔ برما میں ۱۹۶۲ء کے مارشل لاء کے بعد کچھ اصلاحات نافذ کی گئیں، جن میں تمام مذاہب سے تعلق رکھنے والی اقوام کی رجسٹریشن لازمی قرار دی گئی، جن میں نسلی گروہوں کی بھی رجسٹریشن کی گئی، مسلمانوں کو چھوڑ کے بقیہ تمام نسلی گروہوں کو کچھ عرصہ بعد شناختی کارڈ بھی جاری کیے گئے، برما کے قانون کے مطابق جس شخص کے پاس برمی شناختی کارڈ موجود ہے، وہ برما میں کسی بھی جگہ سفر کر سکتا ہے، یا برما سے باہر جانے کے لیے پاسپورٹ بنوا سکتا ہے، جس کے پاس شناختی کارڈ موجود نہیں، وہ شخص دن کی روشنی میں صرف اپنے شہر میں گھوم پھر بھی سکتا ہے، محنت مزدوری یا چھوٹا موٹا کاروبار بھی کر سکتا ہے، لیکن رات کو صرف اپنے ہی گھر میں سو سکتا ہے، اپنے ہی شہر میں کسی بھی قریب ترین عزیز چاہے وہ بیٹا/ بیٹی ہو یا ماں باپ کے گھر میں رات کو قیام کرنے سے قبل اسے پولیس کو اطلاع کر کے ان سے اجازت نامہ حاصل کرنا

ضروری ہے، اگر کوئی شخص بلا اجازت نامے اپنے کسی عزیز کے گھر میں ٹھہرتا ہے، تو شکایت ہونے پہ اسے کم از کم ایک ماہ کے لیے جیل اور جرمانہ کیا جاتا ہے۔

ہزاروں مسلمانوں کو بدھ مت کے پیروکاروں اور بودھ بھکشوؤں نے مل کر قتل کیا اور لاکھوں کو ملک بدر ہونے پر مجبور کر دیا۔ پھر قتل عام کا سلسلہ دوبارہ گزشتہ کئی سالوں سے جاری ہے۔ اس دوران سینکڑوں مسلمانوں کو جن میں معصوم بچے اور خواتین بھی شامل ہیں زندہ جلا کر قتل کر دیا گیا۔ برمی مسلمانوں کو صرف قتلِ عام ہی کا سامنا نہیں ہے بلکہ انہیں سماجی مقاطعہ کا بھی سامنا کرنا پڑ رہا ہے جس کی وجہ سے ان کے لیے بازاروں سے اشیاء خریدنا ناممکن ہو گیا ہے۔ ایک لاکھ دس ہزار کے قریب افراد ان فسادات کی وجہ سے بے گھر ہو کر امدادی کیمپوں میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں جن میں بنیادی سہولیات کا فقدان ہے۔

The Rohingyas in Myanmar have very limited access to basic services and viable livelihood opportunities.[21]

ترجمہ: میانمار میں روہنگیا بنیادی سہولیات اور محدود معیشت کے مواقع تک بہت کم رسائی رکھتے ہیں۔

حکومت نے برما کے مسلمانوں کی آبادی کم کرنے کے لیے مختلف حربے اپنائے ہیں۔ ان میں سے ایک شادی پر پابندی بھی ہے۔ روہنگیا مسلمان اپنی مرضی سے شادی نہیں کر سکتے۔ دولہا دلہن کو شادی کے لیے حکومت سے اجازت لینا پڑتی ہے۔ اس کا عمل سخت ہے، اور اس کے لیے حکام کو بھاری رشوت دینا پڑتی ہے۔ اس لیے بہت سے غریب والدین اپنے بچوں کی شادیاں نہیں کر پاتے۔ سخت تشدد کی وجہ سے مسلم لڑکے برما چھوڑ چکے ہیں، اس وجہ سے شادیوں میں دشواری ہوتی ہے۔

راکھائن کے دارالحکومت سٹوے سے معروف برطانوی صحافی پیٹر اوبورن نے تازہ صورت حال کو رپورٹ کیا ہے۔ وہ ڈیلی میل میں ۴ ستمبر کو شائع ہونے والے اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

"پانچ سال قبل شہر کی ایک لاکھ اسّی ہزار کے لگ بھگ آبادی میں پچاس ہزار روہنگیا مسلم اقلیتی گروہ سے تعلق رکھنے والے لوگ تھے لیکن آج شہر میں ان کی تعداد تین ہزار سے بھی کم رہ گئی ہے۔ وہ آزادانہ شہر میں گھوم پھر نہیں سکتے ہیں۔ وہ آہنی تاروں میں محصور ایک چھوٹی سی بستی میں الگ تھلگ رہ رہے ہیں۔ مسلح محافظ ان تک کسی کو پہنچنے نہیں دیتے اور روہنگیا مسلمانوں کو بھی اس بستی سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہے"۔[22]

ہیومن رائٹس واچ نے برما کی حکومت سے اراکان میں تشدد روکنے کی مزید کوششیں کرنے کے لیے کہاہے۔ ہیومن رائٹس واچ نے برما کے مغربی علاقوں میں نسلی فسادات میں ہونے والی تباہی کے مبینہ تصویری اور فلمائی ثبوت پیش کیے ہیں۔ اس کے مطابق سیٹلائٹ سے لی گئی تصاویر میں "کیاک پیو" نامی ساحلی قصبے میں پینتیس ایکڑ کے علاقے کو جلا کر تباہ کر دیا گیا اور تمام املاک کو نقصان پہنچایا۔ اس تازہ تشدد کے دوران آٹھ سو سے زائد مکانات اور ہاؤس بوٹس نذرِ آتش کی گئی ہیں۔ اور ان کی کھڑی فصلوں کو تباہ کیا گیا۔ اس علاقے میں زیادہ تر روہنگیا مسلمان آباد تھے جو کہ بودھ آبادی کے حملوں کا نشانہ بنے۔

یہ لوگ نہ تو اپنی مرضی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ پر جاسکتے ہیں اور نہ ہی اپنی مرضی سے کام کر سکتے ہیں۔ جن گھروں میں یہ رہتے ہیں، انہیں کبھی بھی کسی بھی وقت خالی کرنے کو کہہ دیا جاتا ہے۔ میانمار میں ان لوگوں کی کہیں بھی سُنوائی نہیں ہوتی۔

The government of Myanmar imposes strict restrictions on the freedom of movement of Rohingya.[23]

ترجمہ: میانمار کی حکومت نے روہنگیا کی نقل و حرکت کی آزادی پر سخت پابندیاں عائد کی ہیں۔

اقوام متحدہ کا کہنا ہے کہ ۲۰۱۲ء میں مذہبی تشدد کا سلسلہ شروع ہونے کے بعد سے تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار روہنگیا مسلمان راکھائن چھوڑ چکے ہیں۔ ان میں سے بہت سے لوگ سمندر میں کشتیاں ڈوبنے سے ہلاک بھی ہوئے۔

In 2010, Thailand towed the boats of Rohingya refugees back to sea, reportedly leaving hundreds of people, including entire families, to die.24

ترجمہ: ۲۰۱۰ء میں، تھائی لینڈ نے روہنگیا پناہ گزینوں کی کشتیوں کو سمندر کی طرف واپس کیا، مبینہ طور پر مرنے کے لئے پورے خاندان سمیت سینکڑوں افراد کو چھوڑ دیا۔

روہنگیا اقلیت کی مجبوری کا فائدہ انسانوں کی اسمگلنگ کرنے والے گروہ اٹھا رہے ہیں۔ یہ مجبور لوگ اپنی جمع پونجی انہیں سونپ کر کسی محفوظ مقام کے لیے اپنی زندگی خطرے میں ڈالنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

Exploitative human traffickers facilitate these journeys.25

ترجمہ: غیر ملکی انسانی اسمگلر ان سفروں میں سہولت فراہم کرتے ہیں۔

یہ انسانی اسمگلر ان کو دھوکے یا پھر جبری طور ان کی عورتوں کو بیچتے ہیں اور ان کے مردوں اور بچوں کو جبری مزدوری والوں پر فروخت کر دیتے ہیں۔

بنگلہ دیش کی طرف نقل مکانی:

میانمار سے ملحق بنگلہ دیش کے جنوبی حصے میں تقریباً تین لاکھ روہنگیا باشندے رہتے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر ایسے ہیں، جو میانمار سے جان بچا کر وہاں پہنچے ہیں۔۱۹۷۸ء میں آپریشن کی وجہ سے بنگلہ دیش کی طرف نقل مکانی کی۔ اور یہ نقل مکانی ابھی تک ہو رہی ہے۔ جن کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ اور یہ روہنگیا جن کیمپوں میں زندگی گزار رہے ہیں وہاں بنیادی انسانی حقوق کی بھی قلت پائی جاتی ہے۔

More than 200,000 Rohingya fled across the border into Bangladesh.26

ترجمہ: دو لاکھ سے زیادہ روہنگیا افراد نے سرحد پار بنگلہ دیش ہجرت کی۔

بنگلہ دیش میں لاکھوں کی تعداد میں روہنگیا مہاجرین بے بسی اور مجبوری کی حالت میں اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہ کشتیوں کے ذریعے بنگلہ دیش میں داخل ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اسی طرح باقی ہمسایہ ممالک کا بھی حال ان سے زیادہ مختلف نہیں، ماسوائے ملائشیا میں ان کی زندگی قدرے بہتر ہے۔ اور وہاں یہ چھوٹا موٹا کاروبار کر کے اپنی زندگی کی ضروریات پورا کرتے ہیں۔ اور ان کاروباروں کو مستحکم کرنے میں ان کے رشتہ دار، ہمسایہ اور دوست احباب مدد کرتے ہیں۔ بنگلادیش کے علاوہ روہنگیا لوگ بھارت، تھائی لینڈ، ملائیشیا اور چین جیسے ممالک کا بھی رخ کر رہے ہیں۔

شہریت کے مسائل:

اقوامِ متحدہ نے اپنی ایک رپورٹ میں راکھائن کے روہنگیا مسلمانوں کو "روئے عالم کی مظلوم ترین اقلیت" قرار دے رکھا ہے۔ بنیادی انسانی حقوق تو دور کی بات انہیں تو خود کو ملک کا شہری کہلانے کا حق بھی حاصل نہیں ہے۔ میانمار غالباً دنیا کا واحد ملک ہے جو صرف مذہبی دشمنی کی وجہ سے اپنے شہریوں کو شہری تسلیم کرنے سے انکاری ہے۔ برمی بودھوں کا خیال ہے کہ چونکہ مسلمان یہاں غیر قانونی طور پر ہجرت کر کے آئے ہیں اس وجہ سے انہیں خود کو ملک کا شہری کہنے کا کوئی حق حاصل نہیں، اس لیے بار بار مسلمانوں کے خلاف میدان جنگ بنایا جاتا ہے تاکہ مسلمان یہاں سے واپس ہجرت کر کے اپنے ملکوں میں چلے جائیں۔ شہریت قانون کی وجہ سے روہنگیا برادری دنیا کی سب بڑی بے ریاستی عوام میں شمار ہوتی ہے۔ تقریباً ۸ لاکھ بے گھر روہنگیا برما کے سرحدوں پر واقع پڑوسی ممالک میں رہتی ہیں۔ جن بنگلہ دیش، ملائشیا اور تھائی لینڈ شامل ہیں۔

Without citizenship, the Rohingya cannot work legally, travel, or use public services.[27]

ترجمہ: روہنگیا قانونی طور پر کوئی کام، سفر یا عوامی سہولیات استعمال نہیں کر سکتے۔

برما میں روہنگیا ایک اقلیتی گروہ ہے جو صدیوں سے میانمار کی ریاست راکھائن (اراکان) میں آباد ہیں۔اس برادری میں زیادہ تر مسلمان ہیں۔روہنگیا مسلمانوں کو ۱۹۸۲ء کے برمی شہریت کے قانون کے تحت برما کی شہریت نہیں دی گئی جس کی وجہ سے ان کو کوئی بھی سرکاری حق حاصل نہیں، بلکہ ان کی بلا اجازت نقل و حرکت پر بھی پابندی ہے۔روہنگیا کے شہریت کے بارے میں سرکاری بیان یہ ہے کہ آزدی سے پہلے برما کو ہندوستان کے صوبے کی حیثیت حاصل تھی اور اس دور میں مزدور برما میں مزدوری کے لیے آئے ہوئے تھے اور اسی طرح برصغیر کی تقسیم کے وقت بھی بہت سارے افراد برما خاص طور پر ریاست اراکان میں داخل ہوئے جو سب چٹاگانگ بنگالی تھے۔اس لیے انہیں برمی حکومت اپنی شہریت نہیں دے سکتی، بلکہ ان افراد کو برما سے جانا ہو گا۔

Myanmar's Minister for Foreign Affairs Ohn Gyaw stated in 1992, "Historically, there has never been a 'Rohingya' race in Myanmar." He described the Rohingya as "illegal immigrants.[28]

ترجمہ: میانمار کے وزیر خارجہ اوہن گووانے ۱۹۹۲ء میں بیان دیا، کہ "تاریخی طور پر، میانمار میں روہنگیا کی نسل کبھی نہیں رہی. "انہوں نے روہنگیا کو "غیر قانونی تارکین وطن" قرار دیا۔

انسانی حقوق کے لیے قومیت کا حق بہت اہم ہے، کیونکہ اس سے ریاست علاقوں کے اندر شہریوں کو سیاسی، اقتصادی اور سماجی حقوق کو مکمل طور پر استعمال کرنے کا حق فراہم کرتی ہے۔اور ملک کے اندر رہ کر وہ ان تمام حقوق سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

Nationality also enables an individual to receive protection by their nation both domestically and internationally.29

ترجمہ: قومیت کا حق کسی بھی شہری کو اپنے ملک میں قومی اور بین الاقوامی طور پر تحفظ فراہم کرتی ہے۔

روہنگیا کو بغیر شہریت کے برما کے اندر یا بیرون ملک کوئی تحفظ حاصل نہیں۔نہ تو وہ برما کے اندر کسی بھی طرح محفوظ ہیں اور نہ ہی ملک سے باہر کوئی تحفظ حاصل ہے۔ جس کی وجہ سے روہنگیا کو بے پناہ مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔برمی حکام نے روہنگیا سے تمام انسانی تحفظ دینے کے قوانین کو ہٹا دیا ہے۔میانمار میں روہنگیا افراد کو ایک نسلی گروپ کے طور پر تسلیم ہی نہیں کیا جاتا۔اس کی ایک وجہ ۱۹۸۲ء کا وہ قانون ہے، جس کے مطابق شہریت حاصل کرنے کے لیے کسی بھی نسلی گروپ کو یہ ثابت کرنا ہے کہ وہ ۱۸۲۳ء سے قبل بھی میانمار میں ہی تھا۔

تازہ واقعات کے سلسلے میں روہنگیا افراد پر الزام ہے کہ انہوں نے پولیس چوکیوں پر حملے کر کے متعدد پولیس اہلکاروں کو ہلاک کیا ہے۔اس کے بعد میانمار کی فوج نے ان کے خلاف آپریشن شروع کر دیا ہے۔

اس کے بارے میں اقوامِ متحدہ کا کہنا ہے کہ ۲۵ اگست ۲۰۱۷ء کے بعد سے روہنگیا پناہ گزینوں کی بنگلہ دیش ہجرت میں تیزی آئی ہے اور تقریباً ڈیڑھ لاکھ روہنگیا اراکان میں جاری تشدد کی وجہ سے بھاگنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ ان تمام حالات کے باوجود روہنگیا مسلمان خود کو برما کا مستقل باشندہ کہتے ہیں اور وہ تحفظ کی ضمانت پر واپس اپنے ملک جانے کے لیے تیار ہیں۔

By law, the Myanmar government owns all land in the country, and only citizens have the right to use and enjoy their land.[30]

ترجمہ: قانون کے مطابق، میانمار کی حکومت ملک میں تمام زمین کا مالک ہے، اور صرف شہریوں کو اپنی زمین کا استعمال کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کرنے کا حق رکھتی ہے۔

مگر برما کے سابق صدر تھین سین نے اپنے نسلی ایجنڈے کا اظہار کرتے ہوئے ایک بیان جاری کر کے برمی مسلمانوں کی تشویش میں مزید اضافہ کر دیا ہے کہ ان مسلمانوں کو کسی تیسرے ملک میں آباد کر دینا چاہئے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ روہنگیا برادری کو کسی بھی قسم کا کوئی بھی حق حاصل نہیں۔ ملک کے اندر رہنے کے لیے اور ملکی سہولیات سے استفادہ حاصل کرنے کے لیے شہریت کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ بغیر شہریت کے اپنے ملک میں ہی بنیادی انسانی حقوق کا فقدان بھی اسی وجہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ برمی حکام روہنگیا کو کوئی بھی دینے کو تیار نہیں۔ کیونکہ جب تک روہنگیا کے پاس شہریت نہیں ہو گی ان کو کوئی بھی سہولت نہیں ملی گی۔ بلکہ یہاں تک کہ جو حقوق وسہولیات غیر ملکی تارکین وطن کو ملتی ہے روہنگیا برادری ان سے بھی محروم ہے۔

معاشی مسائل:

۴ جنوری ۱۹۴۸ء میں برطانیہ کے نکل جانے کے بعد برما ایک آزاد جمہوریہ بن گیا جس کا نام "یونین آف برما" رکھا گیا اور اس کے بعد برما میں ۱۹۵۱-۵۲ء، ۱۹۵۶ء اور ۱۹۶۰ء میں ملٹی پارٹی الیکشن بھی کروائے گئے۔ مگر اس نام نہاد آزادی سے عام لوگوں (خاص طور پر برما میں موجود نسلی اقلیتوں) کی زندگیوں میں کوئی خاص فرق نہیں پڑا اور برما ایک پسماندہ ملک ہی رہا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ برطانیہ کا برما کی ترقی میں کسی قسم کا بھی کوئی کردار ادا نہ کر پانا تھا۔

In 1974, Myanmar began requiring all citizens to obtain National Registration Cards but allowed Rohingya to obtain only Foreign Registration Cards. Because many schools and employers did not recognize these cards, Rohingya faced limited educational and job opportunities.[31]

ترجمہ: ۱۹۷۴ء میں، میانمار نے تمام شہریوں کو قومی رجسٹریشن کارڈ حاصل کرنے کو کہا لیکن روہنگیا کو صرف غیر ملکی رجسٹریشن کارڈ حاصل کرنے کی اجازت دی۔ چونکہ بہت سے اسکولوں اور ملازمین نے ان کارڈوں کو تسلیم نہیں کیا، روہنگیا کو محدود تعلیمی اور روزگار کے مواقع میسر آئے۔

۱۹۴۸ء سے اب تک لاکھوں افراد بے گھر ہو گئے ہیں۔ ہزاروں افراد کو شہید کر دیا گیا ہے، ہزاروں عورتوں کو بیوہ اور بے شمار بچوں کو یتیم بنا دیا گیا ہے، اُن کو ملازمت کرنے کی عام اجازت نہیں ہے۔ عمومی طور پر اُن کا روزگار کھیتی باڑی پر منحصر ہے، اس پر بھی بے شمار پابندیاں ہیں۔ اپنا گھر بنانے حتی کہ اس کی مرمت کرانے کے لیے متعدد قدغن لگی ہوئی ہیں۔ انہیں ووٹ ڈالنے کا حق
بھی نہیں ہے۔

In 2008, the U.N. Special Rapporteur reported allegations that Rohingya had been killed for refusal to perform forced labor.[32]

۲۰۰۸ء میں یو این کے خصوصی رپورٹر نے رپورٹ دی کہ روہنگیا کو جبری مزدوری سے انکار پر قتل کیا گیا۔

اس کا مطلب ہے کہ ان کو اپنے ہی ملک میں جبری غلام بنایا گیا ہے اور انکار پر ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔ دنیا کے کسی بھی ملک میں اتنا ظلم اپنے ہی شہریوں پر نہیں ہوتا ہوگا جتنا اراکان میں روہنگیا برادری پر ہوتا ہے۔ عمومی طور پر روہنگیا باشندوں کا ذریعہ معاش کھیتی باڑی اور چھوٹا موٹا کاروبار ہوتا تھا۔ جن کو بھی مقامی بدھ مت کے پیروکاروں، بدھ بھکشوؤں اور حکومتی اہلکاروں نے نیست و نابود کر دیا۔ جس کی وجہ روہنگیا برادری کی معاشی حالت بہت بری ہے۔ اور وہ انتہائی کسمپرسی کی حالت میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔

حل کے لئے تجاویز:

روہنگیا مسلمانوں کے مسائل کے حل کے لئے چند تجاویز درج ذیل ہیں۔

1. میانمار کی حکومت اور اس کی بھرپور حمایت کے ساتھ وہاں کی فوج، پولیس، عوام، بدھ بھکشو اور دہشت گرد تنظیمیں روہنگیا مسلمانوں کی مکمل نسل کُشی کے درپے ہیں، لہذا ان کی نسل کشی بند کی جائے اور اس سلسلہ میں اقوامِ متحدہ اپنا کردار ادا کرے اور فوری طور پر وہاں اپنی امن فوج بھیجے، وہاں کے بچے کھچے مسلمانوں کو تحفظ فراہم کرے اور ان کی فوری آبادکاری کا انتظام کر کے زندگی کی تمام تر بنیادی ضروریات وسہولیات انہیں بہم پہنچائی جائیں۔

2. عالمِ اسلام بلکہ پورے عالم کے انسان دوست ممالک سے مطالبہ ہے کہ وہ فوری طور پر میانمار کی حکومت پر سفارتی اور اخلاقی دباؤ ڈالے تاکہ وہ انسانیت کُش حرکتوں سے باز آئے۔ روہنگیا مسلمانوں کو ان کی شہریت سے محروم کرنے والے انسانیت سوز اور ظالمانہ قانون کو ختم کرے اور ان کی شہریت اور حقوق کو بحال کرے۔

3. روہنگیا مسلمانوں کے وہ افراد جو ہجرت کر کے تھائی لینڈ، سری لنکا، بھارت، ملائیشیا اور انڈونیشیا پہنچ چکے ہیں، ان کو جیلوں اور حراستی مراکز میں ٹھونس کر رکھنے کے بجائے انہیں آزاد فضا میں سانس لینے کا موقع دیا جائے، ان کو ان متعلقہ ممالک میں "ریفیوجی" کی حیثیت سے تسلیم کیا جائے اور ان کو انٹرنیشنل لاء کے مطابق ریفیوجیز کے جتنے حقوق ہیں وہ ان کو فراہم کئے جائیں، خاص طور پر بنیادی ترین حقوق تعلیم اور صحت کی فراہمی کی جائے۔

4. جن ایجنٹوں، دلالوں اور انسانی سمگلروں نے انسانیت سوز اور شرمناک حرکتیں شروع کر رکھی ہیں ان کو کیفرِ کردار تک پہنچایا جائے۔

5. برمی حکومت کے تعاون نہ کرنے کی صورت میں اس کا اکنامک بائیکاٹ کیا جائے اور اسے نشانِ عبرت بنایا جائے۔

6. ان تمام فتنوں اور فسادوں کی ایک اہم جڑ وہاں کے متعصب بدھ بھکشو ہیں، خاص طور پر ۹۶۹ کا سربراہ ویراتھو کا کردار انتہائی نفرت انگیز اور عالمی برادری کے لیے نہایت قابل نفرین رہا ہے، اس تنظیم کو دہشت گرد قرار دے کر اس کے ذمہ داروں کو کٹہرے میں لایا جائے اور جنگی جرائم کے تحت مقدمہ چلایا جائے۔

7. پاکستان، سعودی عرب، ترکی، ملائیشیا اور انڈونیشیا کی اعلیٰ ترین سطح پر کمیٹی تشکیل دی جائے جو روہنگیا مسلمانوں کی اراکان کے اندر آبادکاری اور ان کے تحفظ کا انتظام کرے اور جتنے روہنگیا مسلمان مختلف ممالک میں دربدر ہو چکے ہیں ان کو بنیادی حقوق فراہم کرنے کا اہتمام کرے۔

حاصلِ بحث:

۱۹۴۸ میں برطانیہ نے برما کو آزاد تو کر دیا مگر مسلمانوں پر ظلم و ستم کا سلسلہ آج تک جاری ہے، حتیٰ کہ امن کی نوبل انعام حاصل کرنے والی آنگ سان سوچی کے برما کا حکمران بننے کے باوجود غریب و کمزور مسلمانوں کا قتل عام جاری ہے۔ غرضیکہ ۱۹۴۸ سے لے کر آج تک بدھوں نے نہ تو بین الاقوامی قوانین کا لحاظ رکھا ہے اور نہ ہی انسانیت کا کوئی عنصر اُن میں موجود ہے بلکہ وہ درندوں کی طرح وقتاً فوقتاً ہزاروں غریب مسلمانوں کو اس طرح قتل کرتے ہیں کہ انسانیت بھی شرمسار ہو جاتی ہے

میانمار میں روہنگیا کی کم از کم زبردست فوجی کارروائیوں نے گزشتہ ۵۰ سالوں میں روہنگیا کی سیاسی حیثیت کو ڈرامائی طور پر بدل دیا ہے۔ ۱۹۶۲ء تک، میانمار کی حکومت نے نسلی اقلیت کے طور پر روہنگیا کو تسلیم کیا، ووٹنگ کے حقوق کے ساتھ ساتھ ان کی شہریت فراہم کی۔ چند معاملات میں، روہنگیا میانمار پارلیمنٹ میں اہم شرکاء تھے۔ لیکن ان کے تمام حقوق ۱۹۶۲ء میں ختم ہو گئے جب فوج نے اقتدارِ اختیار حاصل کی اور جنرل نی وِن نے ایک مکمل فوجی آمریت قائم کی۔ ان کی آمریت کے تحت، ۱۲ دسمبر، ۱۹۷۷ء کو ایک قومی کوشش شروع ہوئی جس میں شہریوں کو رجسٹر کرنے اور قومی مردم شماری کی کوشش کے نام پر غیر ملکی افراد کو خارج کرنے کے لئے آپریشن ناگامن (ڈریگن کنگ) تمام شہریوں کو فوج کی طرف سے رجسٹرڈ کیا گیا اور روہنگیا کو ان کی مردم شماری سے نکال دیا گیا۔ نتیجے کے طور پر، روہنگیا کو بنگلہ دیش میں منتقل کرنے پر مجبور کیا گیا۔ اور تقریباً ۲۰۰،۰۰۰ روہنگیا نے میانمار سے ہجرت کر گئے اور یکم مئی، ۱۹۷۸ء کو بنگلہ دیش نے پناہ گزین کی واپسی کی درخواست کی۔ اور عالمی دباؤ کی وجہ سے بہت سے روہنگیا کو واپس برما لایا گیا مگر ان کے مسائل میں مزید اضافہ ہوا۔ اور ان پر زندگی مزید تنگ کر دی گئی۔

برما کے اراکان علاقہ پر ۳۵۴ سال مسلمانوں کی حکومت رہی ہے لیکن آج وہاں کے مسلمان اقتصادی اعتبار سے بھی بہت کمزور ہیں، دینی اعتبار سے بھی اُن میں کمزوری موجود ہے اور اُن پر ایسا ظلم و ستم کیا جارہا ہے کہ غالباً اُن کے آباواجداد نے کبھی سوچا بھی نہیں ہو گا۔

[1] Human Rights Watch, Crackdown on Burmese Muslims, (July 2002), p. 11.

[2] Human Rights Watch, Crackdown on Burmese Muslims, p. 11 (July 2002), https://www.hrw.org/legacy/ backgrounder/asia/burmese_muslims.pdf (Accessed September 3, 2021).

[3] Human Rights Watch, Burma: Rape, Forced Labor and Religious Persecution in Northern Arakan, (1992), p. 17 http://www.hrw.org/reports/pdfs/b/burma/burma925.pdf(Accessed September 3, 2021).

[4] International Federation of Human Rights Leagues (FIDH), Burma: Repression, Discrimination and Ethnic Cleansing in Arakan p. 26 (Apr. 2000), https://www.fidh.org/IMG/pdf/arakbirm.pdf(Accessed September 3, 2021).

[5] Human Rights Watch, “The Government Could Have Stopped This- Sectarian Violence and Ensuing Abuses in Burma's Arakan State”, 2012, p.31

[6] A review for staff in mental health and psychosocial support programs for Rohingya refugees UNHCR, 2018. All rights reserved UNHCR/Roger Arnold, 9 October, 2017, United Nations High Commissioner for Refugees (UNHCR), p.16

[7] On October 16, 1977, the Myanmar Ministry for Home and Religious Affairs stated that operation Naga Min (Dragon King) was designed to “scrutinize each individual living in the State, designating citizens and foreigners in accordance with the law and taking actions against foreigners who have filtered into the country illegally.” Human Rights Watch, Burma: The Rohingya Muslims: Ending a Cycle of Exodus?, (Sept. 1996), , p. 12

[8] Martin Smith, Burma: Insurgency and the Politics of Ethnicity, (2d ed. 1999). p. 241

[9] Human Rights Watch, “All You Can Do Is Pray”: Crimes Against Humanity and Ethnic Cleansing of Rohingya Muslims in Burma’s Arakan State (Apr. 22, 2013) p. 139.

[10] Human Rights Watch, “All You Can Do Is Pray”: Crimes Against Humanity and Ethnic Cleansing of Rohingya Muslims in Burma’s Arakan State (Apr. 22, 2013) p. 139.

[11] Irish Centre for Human Rights, Crimes Against Humanity in Western Burma: The Situation of the Rohingyas, p. 6 (2010), http://burmaactionireland.org/images/uploads/ICHR_Rohingya_Report_2010.pdf, (Accessed September 6, 2021).

[12] The non-governmental organization Physicians for Human Rights reported that Bangladeshi security forces beat and forcibly expelled Rohingya refugees in 2010. The government also blocked humanitarian aid to the 30,000 refugees in the Kutupalong refugee camp in Bangladesh and arrested any refugees who left the camp to seek food, effectively trapping them in the camps to die of starvation or illness. Physicians for Human Rights, Stateless and Starving: Persecuted Rohingya Flee Burma and Starve in Bangladesh, pp. 9-11 (Mar. 2010), https://s3.amazonaws.com/PHR_Reports/stateless-and-starving.pdf. (Accessed September 6, 2021).

[13] Habib Siddiqui, the Forgotten Rohingya: Their Struggle for Human Rights in Burma, E-Book (No Additional Publication Information Available, 2008).

[14] Nicholas Kristof, “Myanmar’s Appalling Apartheid,” The New York Times, May 28, 2014, http://www.nytimes.com/2014/05/29/opinion/kristof-myanmarsappalling-apartheid.html?smid=fb-share&_r=1# (Accessed September 10, 2021).

[15] 11 Emanuel Stoakes, “Aung San Suu Kyi is Turning a Blind Eye to Human Rights in the Name of Politics,” The Guardian, November 26, 2013, http://www.theguardian.com/commentisfree/2013/nov/27/aung-san-suu-kyi-is-turninga-blind-eye-to-human-rights-in-the-name-of-politics (Accessed September 10, 2021).

[16] 18 European commission. (2017). European Civil protection and humanitarian Aid Operations Echo factsheet. P: 25

[17] Mahmood, S.S., et al., The Rohingya people of Myanmar: health, human rights, and identity. The Lancet, 2017. p. 1841–1850.

[18] Cousins, S. Myanmar grapples with its high tuberculosis burden. The Lancet, 2017. 389: p. 491–492.
[19] Reliefweb.int [Internet]. Rohingya Refugees in Bangladesh: Health Sector Bulletin No.1, Period: 01 October - 15 November 2017. 2017 Nov 15 [cited 2018 Feb 21]. Available from: https://reliefweb.int/report/bangladesh/rohingya-ref ugees-bangladesh-health-sector-bulletin-no1-period -01-october-15. (Accessed September 11, 2021)
[20] Constitution of the Union of Burma, Chapter II, para. 11(i) (1947).
[21] European Commission. (2017, May). The Rohingya Crisis. Retrieved May 2017 from European Commission: http://ec.europa.eu/echo/files/aid/countries/factsheets/rohingya_en.pdf. (Accessed September 12, 2021).
[22] https://www.yenisafak.com/en/world/uk-human-rights-group-discusses-rohingya-crisis-3440200 (Accessed September 13, 2021).
[23] Fortify Rights, Interview #05, Kuala Lumpur, Malaysia (Aug. 2014)
[24] Human Rights Watch, Perilous Plight: Burma's Rohingya Take to the Seas, p. 8 (May 26, 2009), https://www.hrw.org/report/2009/05/26/perilous-plight/burmas-rohingya-take-seas. (Accessed September 13, 2021).
[25] United States Senate Committee on Foreign Relations, Trafficking and Extortion of Burmese Migrants in Malaysia and Southern Thailand, S. Prt-111-18 (Apr. 3, 2009).
[26] Human Rights Watch, All You Can Do Is Pray, p. 139
[27] *"Nowhere to Call Home: The Changing Face of the World's Non-citizens," The Economist, May 17, 2014, http://www.economist.com/news/international/21602251-changing-face-worlds-noncitizens-nowhere-call-home (Accessed September 14, 2021).*
[28] Human Rights Watch, Burma: The Rohingya Muslims: Ending a Cycle of Exodus?, p. 9 (Sept. 1996), http://www.hrw.org/reports/pdfs/b/burma/burma969.pdf. (Accessed September 14, 2021).
[29] *Weiss Brodt and Collins, "The Human Rights of Stateless Persons," P: 247 – 248.*
[30] International Federation of Human Rights Leagues (FIDH), Burma: Repression, Discrimination and Ethnic Cleansing in Arakan p. 25 (Apr. 2000), https://www.fidh.org/IMG/pdf/arakbirm.pdf. (Accessed September 14, 2021).
[31] Human Rights Watch, Burma: The Rohingya Muslims: Ending a Cycle of Exodus?, p. 29 (Sept. 1996), http://www.hrw.org/reports/pdfs/b/burma/burma969.pdf. (Accessed September 15, 2021).
[32] U.N. Human Rights Council, Report of the Special Rapporteur on the Situation of Human Rights in Myanmar, Paulo Sérgio Pinheiro, U.N. Doc. A/HRC/7/18 (2008), para. 60.